

# فاضل ریوی فقیہی مقام

مولانا غلام رسول سعیدی

مرکزی مجلس رضا ○ لاہور

سلسلہ مطبوعات مرکزی مجلس رضا (۹)



# فاضل بریلوی

قدس سرہ

کا

## فقہی مقام

از

مولانا غلام رسول سعیدی

مرکزی مجلس رضا

لاہور (پاکستان)



مقالہ	فاضل بریلوی کا فقہی مقام
مؤلف	مولانا غلام رسول سعیدی
کتابت	حافظ محمد عنایت اللہ نقشبندی مجتہدی
مطبع	اردو ڈائجسٹ پرنٹرز - لاہور
طباعت باراول	ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ / مئی ۱۹۷۴ء
طباعت بادوم	شوال ۱۳۹۴ھ / اکتوبر ۱۹۷۴ء
ناشر	مرکزی مجلس رضا لاہور
تعداد	ایک ہزار
ہدیہ	دعائے خیر بحق معاونین مجلس رضا لاہور

## ملنے کا پتہ

مرکزی مجلس رضا ————— لاہور پاکستان

نوری مسجد بالمقابل ریلوے اسٹیشن

لاہور

نوٹ :- بیرونجات کے احباب ہمیں پیسے کے ٹکٹ برآمد صرف ڈاک بھیج کر طلب فرمائیں :-



## نگاہِ اولیں

از

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ

اعلیٰ حضرت، مجددِ دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ جامعیتِ علوم میں یکتائے زمانہ تھے۔ دورِ ماضی میں ان کی دینی خدمات اور جلالتِ علمی کو عوام و خواص میں روشناس کرانے کی بہت کم کوشش کی گئی۔ اس کے باوجود مخالفین بھی ان کے تبرعِ علمی کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے، اسے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی کرامت کہیں کہ جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ کی قیادت میں مرکزی مجلس رضا لاہور کے فعال، حساس اراکین جادو پھیائے منزل ہوئے۔ یہ بات بلا خوفِ تردید کہی جاسکتی ہے کہ مجلسِ رضا کی چند سالہ مساعی نے علمی دنیا میں عظیم انقلاب برپا کر دیا ہے۔ اور اہل قلم حضرات بہت حد تک امام اہل سنت قدس سرہ کے دینی و ملی کارناموں سے آگاہ ہو چکے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک

مجلسِ رضا ہر سال نوری جامع مسجد لاہور میں بڑے تزک و احتشام کے ساتھ ”یومِ رضا“ کا اہتمام کرتی ہے۔ جس میں ملک کے کونے کونے سے محبانِ رضا بصدِ عقیدت و احترام تشریف لے جاتے ہیں۔ مجلسِ رضا کی تحریک کا اثر ہے کہ ملکِ پاک کے گوشے گوشے میں ”یومِ رضا“ کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ گویا بیداری کی ایک لہر، اہل سنت و جماعت کے خوابیدہ افراد کے رگ و پے میں سرایت کر رہی ہے۔ انشاء اللہ العزیز اب وہ دن دور نہیں کہ اہل سنت اپنی ذمہ داریوں سے کما حقہ واقف ہو جائیں گے۔

مجلسِ رضا کی یہ خدمت بھی ناقابلِ فراموش ہے کہ اس کی تحریک پر متعدد اہل قلم نے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی خدماتِ جلیلیہ کے مختلف پہلوؤں پر قابلِ قدر مقالات پر و قلم کئے ہیں۔ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ کو ایک مطبوعہ مراسلہ جاری کیا گیا۔ جس میں اہل علم حضرات سے امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی دینی خدمات

پر انعامی مضامین لکھنے کی اپیل کی گئی۔ یہی مضمون اخبارات اور رسائل میں بھی شائع کیا گیا۔ نتیجہ خاطر خواہ نکلا، مختلف علماء کرام نے وقیع مقالات لکھ کر بھجوائے۔ جنہیں علماء کے ایک بورڈ نے ملاحظہ کیا۔ اور منتخب مقالات پر حسب اعلان نذرانے پیش کر دیئے گئے۔ حضرت مولانا مفتی سید شجاعت علی قادری مدظلہ کا مقالہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم میں بطور دیباچہ شائع ہو چکا ہے۔ جناب اختر شاہ جہانپوری مدظلہ کا بیسوط مقالہ اعلیٰ حضرت بریلوی کا فقہی مقام بھی مجلس رضا کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ العزیز باقی مضامین بھی مناسب وقت پر شائع کر دیئے جائیں گے۔ انہی منتخب انعامی مضامین میں سے فاضل نوجوان حضرت علامہ مولانا غلام رسول سعیدی مدظلہ صدر مدرس جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور کا مقالہ ”فاضل بریلوی کا فقہی مقام“ پیش خدمت ہے۔ مولانا سعیدی صاحب نوجوان علماء میں بالغ نظر، محقق اور پختہ قلم ادیب کی حیثیت سے امتیازی مقام رکھتے ہیں۔ ان کی تصانیف ”توضیح البیان لخزان العرفان“ اور رسالہ مبارکہ ”ذکر جہر“ وغیرہ قبولیت عامہ کی سند حاصل کر چکی ہیں۔ پیش نظر مقالہ بصیرت افروزی میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس میں انہوں نے فقہاء علماء اصول اور صوفیاء کرام سے فقہ کی تعلیقات نقل کر کے بڑی وضاحت کے ساتھ بتایا ہے کہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فقہ کی ہر تعریف کے لحاظ سے بلند پایہ فقیہ تھے۔ نیز یہ بھی بیان کیا ہے کہ امام اہل سنت فقہاء کے کس طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ اس سے قبل مرکزی مجلس رضا درج ذیل کتب خولہ صورت انداز میں شائع کر کے بلا قیمت تقسیم کر چکی ہے۔

- ۱۔ تجلی المشکوٰۃ
- ۲۔ فاضل بریلوی اور ترک موالات (تین ایڈیشن)
- ۳۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کا فقہی مقام ۴۔ سوانح سراج الفقہاء مع فتوے مبارکہ اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ (دو ایڈیشن)
- ۵۔ پیغامات یوم رضا
- ۶۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی لغتہ شاعری (دو ایڈیشن)



۷۔ فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں (دوا یش، اور  
۸۔ المجلس المعتمد لتالیفات المجدد، از ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری قدس سرہ  
مولائے کریم اراکین مجلس رضا کو دنیا اور آخرت میں جزاء خیر عطا فرمائے۔  
اور زیادہ سے زیادہ مسلک اہل سنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت کی توفیق ازلانی  
عطا فرمائے آمین !

محمد عبدالحکیم شرف قادری

لاہور

۱۲، ربیع الاول ۱۳۹۲ھ

## الابداع

میں اس کتاب کو بصدعجز و نیاز  
 حضرت استاد محترم سلطان المدرسین مولانا الما قطف عطا فخر  
 چشتی دامت العالیہ کی علم پرور بارگاہ میں پیش کرنے  
 کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔  
 جن کے فیضانِ نظر سے ایک میں ہی نہیں کہتے سنور گئے۔ اور  
 کثیر التعداد علماء مسلک اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے داعی  
 اور مؤید بن گئے۔

ابوالوفاء غلام رسول سعیدی غفرلہ

مدرس

جامعہ نعیمیہ لاہور



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
وَصَلَّى عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فقہی مقام پیش کرنا حقیقتاً اس شخص کا کام ہے جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے فقہی کارناموں، آپ کے معاصرین اور متقدمین فقہاء کی کاوشوں پر گہری نظر رکھتا ہو۔ مجھ جیسے بیچ بدال شخص کو جسے اپنی علمی بے بضاعتی کا مکمل اعتراف ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فقہی مقام پر لکھنے کا مکلف کرنا یقیناً زیادتی ہے۔ تاہم محسن اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ سے جو مجھے عقیدت و محبت ہے۔ اس کے اقتضاء نے مجھے یہ جرات زندانِ عطا کی۔ کہ میں اپنی محبت و عقیدت کو صفحات قرطاس پر پیش کر سکوں۔ اس مرحلہ پر اگرچہ عقل و خرد روکتی رہی۔ لیکن عشق عقل کی زنجیروں میں کبھی جکڑا نہیں گیا۔ اور ہوش کا جیب و دامن کبھی شوق کے ہاتھوں سلاست نہیں رہا۔

اعلیٰ حضرت کے فقہی مقام پر کچھ تفویض قلم کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہلے اختصاراً اعلیٰ حضرت کا ایک سوانحی خاکہ تحریر کیا جائے۔ پھر فقہ کی تعریف اور طبقات فقہاء بیان کئے جائیں۔ تاکہ قارئین کرام فقہ اور طبقات فقہاء کی روشنی میں اعلیٰ حضرت کی فقہی بصیرت کا اندازہ کر سکیں۔

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت الشاہ مولانا احمد رضا  
خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت ۱۰ ارشوال

مختصر سوانح

۱۲۶۲ھ مطابق ۱۲ جون ۱۸۵۶ء بروز اتوار شہر بریلی کے محلہ جبولی میں



ہوئی۔ پیدائشی نام محمد اور تاریخی نام المختار ہے۔ جد امجد حضرت مولانا رضا ملی خاں نے آپ کا نام احمد رضا رکھا۔ خود اعلیٰ حضرت نے اپنی ولادت کا سن ہجری اس آیت کریمہ سے مستنبط کیا ہے۔

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ

یہ ہیں وہ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا۔ اور

اپنی پسندیدہ روح سے انکی مدد فرمائی

چار سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم کر لیا۔ چھ سال کی عمر میں ربیع الاول کی تقریب میں منبر پر رونق افروز ہوئے۔ اور ایک مجمع عظیم میں میلاد شریف پڑھا۔ اردو، فارسی کی کتب پڑھنے کے بعد میزانِ منشعب وغیرہ کی تعلیم مرزا غلام قادر بیگ سے حاصل کی۔ پھر تمام دینیات کی تعلیم اپنے والد حضرت مولانا فتی علیخان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مکمل کی۔ تیرہ سال دس ماہ کی عمر میں تفسیر، حدیث، کلام، فقہ وغیرہ تمام علوم دینیہ کی تکمیل کر لی۔ اور چودہ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ میں دستارِ فضیلت کو اعزاز بخشا۔ اور اسی دن مسئلہ رضاعت سے متعلق ایک فتویٰ لکھ کر اپنے والد ماجد کی خدمت میں پیش کیا۔ جواب بالکل صحیح تھا۔ والد صاحب نے جوہرِ ذہنی دیکھ کر اسی وقت سے افتاء کا کام آپ کے سپرد کر دیا۔ تمام عمر درس و تدریس، افتاء و تصنیف میں بسر ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے والہانہ عشق تھا۔ ذکر و فکر کی ہر مجلس میں تصویرِ رسالت سے ذہن شاداب رہتا تھا۔ اپنے دینِ متین کے ہر گوشہ کو محبتِ رسول میں سمو دیا۔ عشق و محبت کی پاکیزہ لطفوں کو جن لوگوں نے بدعت کا نام دیا۔ انہیں سنت و بدعت کا فرق سمجھایا۔ عظمتِ رسول میں تنقیض کرنے والوں کا عاشقانہ غیرت سے احتساب کیا۔ علم و عمل کے ہر پہلو میں عظمتِ رسول کو اجاگر کیا۔ عرب و عجم

کے علماء نے آپ کی تکریم کی - ریاضی اور جفر کے بڑے بڑے ماہرین نے آپ کی علمی عظمت کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے - اور شرق و غرب میں آپ کا علمی اور روحانی فیض جاری ہو گیا -

۲۵ صفر ۱۲۸۵ بروز جمعہ المبارک دو بجکر ۳۸ منٹ پر آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا - اُدھر مؤذن نے حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کی صدا بلند کی - ادھر آپ نے جانِ آفرین کے سپرد کر دی - جس وقت آپکا وصال ہوا - اسی وقت بیت المقدس کے ایک شامی بزرگ نے خواب میں دیکھا - کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے ساتھ تشریف فرما ہیں - اور آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے منظر میں - انہوں نے عرض کیا - حضور کسی کا انتظار ہے! فرمایا احمد رضا کا -

(ماخوذ از سوانح امام احمد رضا)

## فقہ کی تعریفات

أصولیین فقہاء اور متصوفین تینوں طبقوں نے فقہ کی مختلف تعریفیں کی ہیں - ہم قارئین کی ضیافت طبع کے لئے یہ تینوں تعریفیں پیش کرتے ہیں -

## أصولیین کی تعریف

فقہ احکام شرعیۃ فرعیۃ کے اس علم کو کہتے ہیں - جو دلائل تفصیلیۃ سے مکتسب ہو - اور اس تعریف کے اعتبار سے فقہ مجتہدین کا خاصہ ہے -

## فقہاء کی تعریف

فقہ مسائل فرعیۃ کے حفظ کو کہتے ہیں - عام ازیں کہ ان مسائل کا اکتساب دلائل تفصیلیۃ سے کیا گیا ہو - یا اقوال مجتہدین سے - اس تعریف کے اعتبار سے مقلدین کے علم کو بھی فقہ کہہ سکیں گے -



## متصوفین کی تعریف

فقہ دنیا سے اعراض کرنا - آخرت کی طرف رغبت کرنا - دین پر بصیرت رکھنا - عبادت پر موانعت کرنا اور خلأق کو نصیحت کرنا ہے - اس تعریف کے اعتبار سے فقہ کی تعریف عالم باعمل اور متقی کامل پر صادق آئے گی - (معمل از شامی)

## فقہ اُصولیتین کے آئینہ میں

اُصولیتین کی تعریف کے اعتبار سے فقہ کی تعریف صرف مجتہدین پر صادق آتی ہے - ہم اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اجتہاد مطلق کا دعوے تو نہیں کرتے - لیکن یہ بات یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت کی شخصیت میں واضح طور پر اجتہاد کی جھلک نظر آتی ہے - آپ نے بیشمار ایسے قواعد مقرر فرمائے - کہ اگر وہ سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش کئے جاتے - تو وہ یقیناً انکی تحسین فرماتے - آپ نے متعدد ضوابط ارقام فرمائے - جو کتب فقہ میں کہیں نہیں ملتے - لیکن ان کا وجود ناگزیر ہے - کیونکہ فقہ کی بیشمار جزئیات اپنے انطباق کے لئے ان قواعد کی مرہونِ منت ہیں - ہم انشاء اللہ اس مضمون میں ان قواعد و ضوابط کی نشاندہی کریں گے - چونکہ اعلیٰ حضرت الشہ احمد رضا خاں صاحب نے ان تمام قواعد کا کتاب و سنت سے اکتساب کیا ہے - اس لئے یہ بات بلا خوف تردد کہی جاسکتی ہے - کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شخصیت اجتہادی شان کی حامل تھی - اور جس شخص نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی فقہی تحقیقات کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا ہے - اس کے لئے یہ کوئی نظری مسئلہ نہیں ہے - ہم آپ کے سامنے ایسی دو مثالیں پیش کرتے ہیں - جن سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی فقیہانہ عظمت کا اندازہ ہو سکے گا - اور آفتاب سے زیادہ روشن طریقہ پر ثابت ہو جائیگا - کہ اعلیٰ حضرت

عظیم البرکت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اگرچہ مجتہد فی الشرع یا مجتہد مطلق تو نہیں ہیں لیکن آپ کی تحریروں میں اجتہاد کا رنگ جھلکتا ہے۔ اور آپ کی تقریروں سے استنباط کی مہک آتی ہے۔

## رنگ اجتہاد

عام طور پر کتب اصول میں احکام شرعیہ کی سات قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔ فرض، واجب، مستحب، مباح، حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی، لیکن اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے احکام کی گیارہ قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ جن کی تفصیل ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔

۱۔ فرض | جس فعل کا لزوم ثبوتاً اور دلالت قطعاً ہو اور اس کا انکار کفر ہو اور اسکا ترک موجب استحقاق عذاب ہو۔ خواہ ترک دائماً ہو یا نادراً۔

۲۔ واجب | جس فعل کا لزوم ثبوتاً یا دلالت ظنی ہو۔ اس کا انکار کفر نہ ہو۔ لیکن اسکا ترک موجب استحقاق عذاب ہو خواہ ترک دائماً ہو یا نادراً۔

۳۔ سنت مؤکدہ | جس فعل کا تاکد موانعت رسول سے ثابت ہو۔ اس کا عادتہ ترک کرنا موجب استحقاق عذاب ہو اور نادراً ترک کرنا موجب استحقاق عذاب خواہ یہ ترک عادتہ ہو یا نادراً۔

۴۔ سنت غیر مؤکدہ | جس کام کا ترک کرنا موجب استحقاق عذاب ہو خواہ ترک کرنا عادتہ ہو یا نادراً۔

۵۔ مستحب | جس کام کے کرنے پر ثواب ہو۔ اور ترک کرنے پر نہ ثواب ہو نہ عذاب خواہ ترک عادتہ ہو یا نادراً۔



۶۔ مباح | جس کام کا کرنا نہ کرنا برابر ہو۔ نہ فعل پر عتاب نہ ترک پر خواہ ترک عادت ہو یا نادرا۔

۷۔ حرام | جس کام سے روکنے کا لزوم ثبوتاً و دلالتاً قطعی ہو۔ اس کا انکار کفر ہو۔ اور اس کا فعل موجب استحقاق عذاب ہو۔ خواہ فعل دائماً ہو یا نادرا۔

۸۔ مکروہ تحریمی | جس کام سے روکنے کا لزوم ثبوتاً یا دلالتاً ظنی ہو۔ اس کا انکار کفر نہیں۔ لیکن اس کا فعل موجب استحقاق عذاب ہو۔ خواہ فعل دائماً ہو یا نادرا۔

۹۔ اساعت | جس کام کا عادت کرنا موجب استحقاق عذاب ہو۔ اور نادرا کرنا موجب عتاب ہو۔

۱۰۔ مکروہ تنزیہی | جس کام کا کرنا مطلقاً موجب استحقاق عتاب ہو۔ خواہ عادت کیا جائے یا نادرا۔

۱۱۔ خلاف اولیٰ | جس کام کا نہ کرنا موجب استحقاق ثواب ہو۔ اور کرنا نہ موجب استحقاق عذاب ہو نہ عتاب خواہ عادت کیا جائے یا نادرا۔

یہ وہ تقسیم ہے جس کے بارے میں خود اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اس تقریر منیر کو حفظ کر لیجئے کہ ان سطور کے بغیر میں نہ ملے گی۔ اور ہزار مسائل میں کام دے گی اور صد ہا عقدوں کو حل کرے گی۔ کلمات اس کے موافق، مخالف سب طرح کے ملیں گے۔ مگر بحمد اللہ تعالیٰ حق اس سے متجاوز نہیں۔ فقیر طمع رکھتا ہے۔ کہ اگر حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور یہ تقریر عرض کی جاتی۔ ضرور ارشاد فرماتے۔ کہ یہ عطر مذہب و طراز مذہب ہے۔ انتہی کلام الشریف (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ صفحہ ۱۴، ج اول، صفحہ ۱۵)

اسی طرح تیمم کے بارے میں اعلیٰ حضرت نے تین سو گیارہ اور بیان فرمائے۔ جن میں سے ایک سو اکیاسی سے تیمم جائز ہے۔ اور ان ایک سو اکیاسی میں سے چوتھو وہ ہیں جنہیں فقہاء متقدمین نے بیان فرمایا۔ اور ایک سو سات وہ ہیں جن کو اعلیٰ حضرت نے اپنے اجتہاد سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر بیان فرمایا۔ اسی طرح ایک سو تیس اشیاء سے تیمم کے عدم جواز کو بیان فرمایا جس میں سے اٹھاون اشیاء فقہاء متقدمین نے بیان فرمائی ہیں۔ اور بہتر اشیاء کا عدم جواز اعلیٰ حضرت نے اپنے استنباط سے امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب پر بیان فرمایا۔

(محصل از فتاویٰ رضویہ صفحہ ۶۹۲ تا صفحہ ۷۰۰)

ہم نے یہ دو مثالیں آپ کے سامنے پیش کی ہیں اور وہ بھی انتہائی اختصار اور اجمال کے ساتھ ورنہ فتاویٰ رضویہ کے جہازی سائر کے بارہ ضخیم مجلدات اس قسم کی تحقیقات سے بھرے پڑے ہیں۔ اور جن کا مطالعہ کرنے کے بعد انسان بیاختہ بھرا اٹھتا ہے۔ کہ اعلیٰ حضرت کے دماغ میں سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مجتہدانہ ذہانت ہے۔ آنکھوں میں خصاص کی ضیا ہے۔ عقل ابو بکر رازی کی ہے۔ اور حافظہ قاضی خاں کا معلوم ہوتا ہے۔

**فقہاء کے پیمانے سے** | فقہاء کی تعریف کے اعتبار سے فقہ کی تعریف اس شخص پر صادق آتی ہے۔ جسے کم از کم تین فرعی مسائل حفظ ہوں۔ خواہ اس کے پیش نظر ان مسائل کے دلائل بھی ہوں یا ان کی بناء صرف اقوال مجتہدین پر ہو۔ اس اعتبار سے اعلیٰ حضرت کا فقہ میں بہت اونچا مقام ہے۔ تمام مسائل فرعیہ مع دلائل شرعیہ آپ کو ہمیشہ مستحضر رہتے تھے۔ چنانچہ مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ اعلیٰ حضرت کی فتویٰ



نویسی املا کی صورت میں ہوتی تھی۔ تمام سوالات ایک ہی بار پڑھ کر سنا دیئے جاتے اور پھر آپ ان کا نمبر وار جواب لکھواتے۔

(ملخص از دیباچہ فتاویٰ رضویہ صفحہ ۳۳۰)

مولوی محمد حسین میرٹھی کہتے ہیں۔ کہ میں ایک دفعہ اعلیٰ حضرت کی عبادت کو گیا۔ آپ بسترِ علالت پر لیٹے ہوئے تھے۔ اس وقت گرداگرد چار لکھنے والے بیٹھے ہوئے تھے۔ چاروں نے سوالات سنائے۔ پھر آپ نے چاروں کو بیک وقت جواب املا کرنا شروع کیا۔ بایں طور کہ ایک جملہ پہلے کے لئے بولتے پھر دوسرے کے لئے پھر تیسرے کے لئے اور پھر چوتھے کے لئے۔ چاروں اپنا اپنا جواب لکھتے رہتے۔ جب تک باقی تینوں کو املا کراتے۔ پہلا لکھ چکنا۔ پھر اس سے ابتداء فرماتے۔ علیٰ ہذا اقیاس چاروں کو بیک وقت جوابات لکھوائے۔

(محصلا دیباچہ فتاویٰ رضویہ صفحہ ۳۳۰)

آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ جو بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ بیشمار علمی تحقیقات کا گنجینہ ہے۔ اس میں بیشمار ایسے فتاویٰ موجود ہیں۔ جن میں آپ نے مسئلہ کو نہ صرف دلائل سے مہربن کیا۔ بلکہ اقوالِ ائمہ سے بھی مزین کیا۔ مثلاً حرمتِ سجدہ تہیۃ کے ثبوت میں آپ نے متعدد آیات، چالیس احادیث اور ڈیڑھ سو نصوص فقہیہ پیش فرمائی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع البلاء کہنے کے جواز پر ایک مستقل رسالہ لکھا۔ اور اس کو دو بابوں میں منقسم فرمایا۔ پہلے باب میں آیات اور ساٹھ حدیثیں نقل فرمائیں۔ اور دوسرے باب میں چوالیس آیتیں اور دو سو اٹھارہ حدیثیں ذکر فرمائیں۔ جوازِ استمداد پر تینتیس حدیثیں اور متعدد اقوال ذکر فرمائے۔ انوار الانتباه میں ندائے یا رسول اللہ کے جواز پر احادیث علاوہ بیسٹھ اقوال علماء سے استشہاد فرمایا۔ غرضیکہ اعلیٰ حضرت

فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جملہ تصنیفات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے۔  
کہ آپ فقہ میں ایک عظیم مقام رکھتے تھے۔ اور آپ نے مسائل کا استنباط  
اور استخراج دلائل شرعیہ اور اقوال ائمہ سے یکساں طور پر کیا ہے۔

**فقہ صوفیاء کے ائینہ میں** | متصوفین فقہ کی تعریف میں لکھتے ہیں:-  
دنیا سے اعراض کرنا، آخرت کی طرف

رغبت کرنا، دین پر بصیرت رکھنا، عبادت پر مداومت کرنا، اور خلق خدا کو  
وعظ و نصیحت کرنا۔ آئیے اب اس تعریف کے لحاظ سے اعلیٰ حضرت میں عکس  
فقہ دیکھئے۔

**اعراض دنیا اور رغبت آخرت** | اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ  
کو اللہ تعالیٰ نے جس قدر علم و حکمت

سے نوازا تھا۔ اتنا ہی استغناء کی دولت سے بھی مالا مال کیا تھا۔ جس وقت  
نام نہاد علماء اپنے علم و فضل کو جس تجارت بنا کر حکام برطانیہ اور  
ہندو بنیڈوں سے نذرانے وصول کر رہے تھے۔ اور اہل ثروت حضرات سے  
رابطہ قائم کر کے اپنی تصانیف کو کثیر تعداد میں چھپوا کر اپنے مبتدع عقائد کی  
کی ترویج و اشاعت کر رہے تھے۔ اس وقت اعلیٰ حضرت کی حمیت دینی کا یہ  
عالم تھا کہ حکام برطانیہ اور ہندو بنیڈے تو بجائے خود رہے اپنے ہم مسلک  
اور معتقد نوابوں اور رئیسوں کی مسلسل درخواستوں اور شدید تقاضوں کے  
باوجود کبھی ان سے ملاقات کے لئے جانا منظور نہیں اور یہی فرمایا۔

کردوں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا

میں گلا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہٴ نان نہیں

یہ بیخ ہونے کے استغناء پر عظیم ترین شہادت یہ ہے۔ کہ آپ کی بے شمار علمی  
تصانیف کرام ربوبی تحقیقات آپ کی حیات مبارکہ میں طبع نہ ہو سکیں۔ حالانکہ  
بڑے بڑے رئیس آپ کے حلقہ ارادت میں داخل تھے۔ اگر آپ ارکان دولت



کی طرف ذرا بھی توجہ اور التفات فرماتے تو کوئی وجہ ہی نہ تھی کہ آپ کی تمام تصانیف زیور طبع سے آراستہ نہ ہوتیں۔ اسی طرح آپ نے اپنے منصب کے شایان شان کوئی وسیع دارالعلوم بھی تعمیر نہیں کیا۔ حالانکہ دوسرے فرقہ والوں نے رئیسوں کے تعاون سے قلعہ نما مدارس بنائے۔ کیونکہ اس کام کیلئے نوابوں اور رئیسوں سے ملاقات، ان سے مروت و محبت، ان کی خاطر مدارات، عزت و تکریم ضروری ہے۔ اور ان لوگوں میں فتناء و فتناء اور نیک و بد ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزاج و فطرت میں اللہ تعالیٰ نے زہد اور استغناء رکھا تھا۔ آپ سے یہ منظور ہی نہ تھا۔ کہ کسی پاک باز دولت مند کی طرف بھی متوجہ ہوتے۔ چہ جائیکہ سرکس و ناکس کی طرف۔ صرف مال و دولت ہی نہیں۔ دنیا کی ہر چیز سے آپ کو نفرت تھی اور دنیا کی جس شئی سے بھی آپ کو تعلق یا علاقہ ہو تو وہ دنیا کی وجہ سے نہ تھا بلکہ دین کے سبب تھا چنانچہ آپ خود ایک موقع پر بطور تحریر نصرت کے فرماتے ہیں۔ کہ الحمد للہ کہ میں نے مال من حیث ہو مال سے کبھی محبت نہ رکھی صرف اتفاق فی سبیل اللہ کے لئے اس سے محبت ہے۔ اسی طرح اولاد من حیث ہو اولاد سے بھی محبت نہیں صرف اس سبب سے کہ صلہ رحم عمل نیک ہے اس کا سبب اولاد ہے اور یہ میری اختیاری بات نہیں میری طبیعت کا تقاضا ہے (المعظوظ حصہ چہارم ص ۷)

معلوم ہوا کہ زہد و تقویٰ کو آپ نے اس درجہ کمال پر پہنچایا۔ کہ وہ آپ کی طبیعت کا مقتضی بن گیا۔ اور جب انسان اپنی طبعی اور جبلی خواہشات کو فنا کر کے انہیں رضائے الہی کے سانچے میں ڈھال لیتا ہے۔ تو اسے فنا فی الذات کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ پس جب رضائے الہی اعلیٰ حضرت کی طبیعت کا اقتضاء بن گئی تو معلوم ہوا کہ آپ کو فنا فی الذات کا مرتبہ حاصل تھا۔ الحمد للہ علی ذلک

**دین پر بصیرت** | دین عقائد اور اعمال کا نام ہے۔ اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ

بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان دونوں جواز پر بصیرت رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ کے زمانے میں جن عقائد و اعمال پر بعض متقدمین

اور مبتدعین کے زلیغ و بدعت کی دھند چھا گئی تھی۔ آپ نے علم ربانی اور نوریانی کی فیض آفرینیوں اور ضیاء پاشیوں سے اس دھند کو زائل کر کے حق کو صیقل کر دیا۔ جس طرح حضرت امام ربانی، مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے فتنہ اکبری کے قلع فتح کیلئے چن لیا تھا۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو اللہ تعالیٰ نے فتنہ نجدیت کے ابطال کے لئے منتخب ذابایا۔ نجدی بدعات سے جو مسائل دھندھلا چکے تھے۔ اعلیٰ حضرت نے ان کی آب و تاب کو زندہ فرمایا، استحالہ کذب باری تعالیٰ سبحانہ، ختم نبوت، سید المرسلین، فضائل نبوت اور ناموس رسالت وغیرہ یہ وہ مسائل ہیں جنہیں مبتدعین اپنی اسواء باطلہ کا نشانہ بنا رہے تھے۔ اس طوفان بے تمیزی میں اعلیٰ حضرت غیرت دینی کی چٹان بن کر ابھرے۔ اور بدعت کی طوفانی لہروں کا منہ پھیر دیا۔

عقائد اسلام کے جو ارکان مرجحاً چکے تھے۔ ان کے احیا کیلئے آپ نے جو کتا میں تصنیف فرمائیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔

سُبْحَانَ السُّبُوح ، تمہید ایمان ، حسام الحرمین ، الکوکبۃ الشہابیہ  
خالص الاعتقاد ، انباء المصطفیٰ ، تجلی البیقین ، اور اعمال صالحہ کے احیاء  
کے لئے فتاویٰ رضویہ کی بارہ جلدیں آپ کی مجددانہ بصیرت پر شاہد عادل  
ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجددانہ شان کا اندازہ ایک مثال سے کیا  
جاسکتا ہے۔ کہ استحالہ کذب پر تمام متقدمین علماء نے پانچ دلیلیں ارقام فرمائی  
ہیں۔ اور اکیلے اعلیٰ حضرت نے اصل مسئلہ پر پچیس دلیلیں قائم فرمائیں۔ چنانچہ  
سبحان السُّبُوح صفحہ ۱۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔ فقیر غفرلہ اللہ تعالیٰ تو فقیہ مولیٰ سُبْحَانَہ  
و تعالیٰ ان مختصر سطور میں بلحاظ ایجاز کذب باری عز اسمہ کے محال صریح اور توہم امکان  
کے باطل قبیح ہونے پر صرف تیس ۳ دلیلیں ذکر کرتا ہے۔ جن میں خمسہ اولیٰ کلمات  
طبیقات ، ائمہ کرام ، علماء عظام علیہم رحمۃ الملک المنعم میں ارشاد و انعام  
ہوئیں۔ اور باقی پچیس باری اجل عز وجل کے فیوض ازل سے عبداً ذل کے قلب

پر اتفاق کی گئیں۔ والحمد للہ رب العالمین

یہ صرف ایک مثال ہے ورنہ اعلیٰ حضرت کی تمام تحقیقی مجلدات اس شانِ افادیت سے مالا مال ہیں۔ جب آپ کسی مسئلہ پر رضوی جلال سے مدلل تقریر کرتے یوں معلوم ہوتا کہ دلائل و براہین کا ایک نہ تھمنے والا سیلاب ہے۔ جو ہر نقش باطل کو مٹاتا چلا جائے گا۔ وَذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود علمی تبلیغی

## عبادت پر مواظبت

اور تصنیفی مصروفیات کے عبادت میں قدم

راخ رکھتے تھے۔ آپ نہ صرف فرائض و واجبات بلکہ مستحبات و نوافل و ظائف و اوراد، ذکر اذکار، بیعت و ارشاد تمام شعبہ ہائے عبادت کو محیط تھے۔ بچپن سے زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت کو اس طرح اختیار فرمایا تھا۔ کہ تبلیغ و اشاعت کی طرح عبادت و ریاضت بھی آپ کی طبیعت ثنائیہ بن چکی تھی۔ چنانچہ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کے تحت اپنے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”بحمد اللہ مجھے بچپن سے دشمنانِ خدا سے نفرت رہی ہے، نہ صرف مجھے بلکہ میرے بچوں کے بچوں کو بھی ان سے عداوت ہے۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہو گیا۔ اُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ ؕ بِحَمْدِ اللَّهِ اِذَا لَمْ يَكُنْ لَكَ دُونُ اللَّهِ اِلٰهٌ اِلَّا اللَّهُ لَمْ يَكُنْ لَكَ دُوْنُ اللَّهِ اِلٰهٌ اِلَّا اللَّهُ“ اور دوسرے حصہ پر مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللَّهِ تحریر ہوگا۔ اور بحمد اللہ ہمیشہ ہر بد مذہب پر فتح حاصل ہوئی۔ اود اللہ تعالیٰ نے روح القدس سے تائید فرمائی۔ اور یہ سب حضرت جدِ امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکات ہیں۔ قرآن کریم میں حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ میں ہے۔ کہ ایک مکان میں دو یتیم رہتے تھے۔ اُس کی دیوار گرنے والی تھی۔ جس کے نیچے ان کا خزانہ تھا۔ خضر علیہ السلام نے اُس دیوار کو سیدھا کر دیا۔ اس واقعہ کے بارے میں فرمایا وَكَانَتْ



أَوْهَمًا صَلَاحًا (ان کا باپ صالح تھا) جس کی برکت سے یہ رحمت کی گئی۔  
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ وہ باپ اُن  
کی چودھویں پشت میں تھا۔ صالح باپ کی برکات کا اس طرح ثمرہ مرتب  
ہوتا ہے۔ یہاں تو ابھی تیسری ہی پشت ہے۔ دیکھیے کب تک اس سلسلہ  
میں برکات رہیں۔ اثناء گفتگو میں فرمایا آٹھ دس برس ہوئے۔ رجب کے  
ماہ میں حضرت والد ماجد سے خواب میں مشرف بہ ملاقات ہوا۔ فرمایا۔ اے  
احمد رضا اس بار رمضان میں تمہیں بیماری ہوگی۔ روزہ نہ چھوڑنا۔ بحمد اللہ عجب  
سے روزے فرض ہوئے۔ کبھی نہ سفر میں نہ مرض میں کسی حالت میں روزہ  
نہیں چھوڑا، اخیر رمضان میں بیمار ہوا اور بہت بیمار ہوا۔ لیکن بحمد اللہ روزہ  
نہ چھوڑے۔ (محصلہ الملفوظ ص ۸۷ تا ۸۹)

## وعظ و نصیحت

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وعظ و  
ارشاد سے اللہ تعالیٰ نے بے شمار لوگوں کو ہدایت

عطا فرمائی۔ کئی گم کردہ راہ آپ کے ہند و نصائح سے صراط مستقیم آباد استقامت  
پر آگئے۔ عقائد و اعمال ہر باب میں آپ نے خلق کی ہدایت فرمائی۔ ہم آپ کے  
سامنے صرف ایک مجلس کی تبلیغ کا اثر پیش کر رہے ہیں۔ صرف اسی سے آپ  
کی ساری عمر کے مواعظ و نصائح کی تاثیرات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

۲۸ رجب ۱۳۳۷ھ بروز جمعہ بوقت عصر آپ لوگوں کو بد مذہبوں کی صحبت  
سے احتراز کرنے پر وعظ فرما رہے تھے۔ اور آپ کے ارشادات سن کر کہتے  
ہی آدمی اپنے افعال بد پر لعنت ملامت کر رہے تھے۔ اور کبھی کسی گوشہ سے  
توبہ و استغفار کی بھی آواز آ جاتی تھی۔ اس وقت کسی صاحب نے اٹھ کر  
اپنے جلیس سے کہا کہ آپ کو بد مذہبوں کی صحبت میں اکثر دیکھا گیا ہے۔ اعلیٰ  
حضرت، عظیم البرکت خوش قسمتی سے تشریف فرما ہیں، مناسب ہے توبہ کر  
لیجئے۔ یہ سنتے ہی وہ قدموں پر آگرے۔ اور صدق دل سے تائب ہوئے۔

اس پر ارشاد فرمایا بھائیو! یہ نزولِ رحمت کا وقت ہے۔ سب حضرات اپنے اپنے گناہوں سے توبہ کریں۔ جن کے گناہ خفیہ ہوں وہ خفیہ ہوں اور جن کے اعلانیہ ہوں وہ اعلانیہ، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو استقامت باکرامت عطا فرمائے۔ جو لوگ ڈاڑھی منڈواتے ہوں یا کتر داتے ہوں یا ڈاڑھی چڑھاتے ہوں یا اس پر خضاب سیاہ لگاتے ہوں۔ اور جو لوگ اس قسم کے دوسرے اعلانیہ گناہ کرتے ہوں، انہیں اعلانیہ توبہ کرنی چاہیئے اور جنہوں نے پوشیدہ گناہ کئے ہوں، وہ اس کی پوشیدہ توبہ کریں۔ سچانے اعلیٰ حضرت کے ان چند فقرات میں خدا نے کیا تاثیر رکھی تھی۔ کہ تمام لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ اور ایک کھرام سا پھج گیا۔ لوگ آنسوؤں کی بارش سے اپنے گناہ کی سیاہی کو دھو رہے تھے۔ اور بے تابانہ اعلیٰ حضرت کے قدموں پر گر گر کر اپنے ظاہری باطنی گناہوں سے توبہ کر رہے تھے۔ اور اعلیٰ حضرت خود بھی گریہ و زاری سے بے حال ان لوگوں کیلئے دعائے مغفرت فرما رہے تھے۔ بعد میں اعداد و شمار سے معلوم ہوا کہ اس دن اٹھائیس<sup>۲</sup> لوگوں نے اپنے ظاہری گناہوں سے توبہ کی۔ اور اکہتر<sup>۱</sup> آدمیوں نے اپنے باطنی گناہوں سے توبہ کی (محصلہ المفوظ ج ۱۳ ص ۱۳۴ تا ۱۳۵)

بھلا اللہ اس تقریر سے واضح ہو گیا۔ کہ اعلیٰ حضرت میں اعراض دنیا، رغبت آخرت، دینی بصیرت، عبادت پر موانعت اور رشد و ہدایت تمام اوصاف بدرجہ اتم موجود تھے۔ اور انہیں اوصاف کے حامل شخص کو صوفیاء کی اصطلاح میں فقیہ کہتے ہیں۔ اور ان اوصاف کے کمال سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اعلیٰ حضرت کو اصطلاح تصوف کے اعتبار سے بھی فقہ میں بہت اونچا مقام حاصل تھا۔ غلام یہ کہ فقہ کی تین تعریفیں ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت تینوں اعتبار سے فقہ میں فائق مقام رکھتے ہیں۔ حفظ مسائل کے علی وجہ الکمال حامل ہیں۔ علم و عمل اور زہد و تقویٰ کے بہترین جامع ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ اہل علم نے کسی معنی کے اعتبار سے فقہ کا اطلاق نہیں کیا۔ مگر اعلیٰ حضرت میں وہ معنی متحقق ہے۔ **وَلِلّٰهِ الْحُكْمُ عَلٰی اٰذٰنِكَ**

**طبقات فقہاء** فقہ کی تعریف کے بعد اب ہم آپ کے سامنے طبقات فقہاء پیش کرتے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے اہل حضرت کے فقہی مقام پر مزید روشنی پڑے گی۔

۱۔ **مجتہد فی الشرع** | یہ وہ لوگ ہیں۔ جو قواعد و اصول مقرر فرماتے ہیں۔ اور احکام فرعیہ کو اصول اربعہ سے مستنبط کرتے ہیں۔ اور اصول و فرع میں کسی کے تابع نہیں ہوتے۔ جیسے ائمہ اربعہ ہیں۔

۲۔ **مجتہدین فی المذہب** | یہ صرف اصول میں امام کے تابع ہوتے ہیں۔ اور اولہ اربعہ سے فروع کے استخراج پر قدرت رکھتے ہیں۔ اور مسائل فرعیہ میں بعض جگہ امام کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔ جیسے اصحاب ابی حنیفہ وغیرہم

۳۔ **مجتہدین فی المسائل** | یہ اصول و فرع میں امام کے تابع ہوتے ہیں۔ اور جن مسائل میں امام سے کوئی روایت نہیں ہوتی۔ ان میں امام کے اصول کے مطابق استخراج کرتے ہیں۔

۴۔ **اصحاب تخریج** | انہیں اجتہاد پر بالکل قدرت نہیں ہوتی۔ لیکن اصول اور اسکے ماخذ پر مکمل عبور ہوتا ہے۔ اس لئے یہ قول مجمل کی تفصیل پر قدرت رکھتے ہیں۔ جیسے ابوبکر رازی، جصاص، اور کرنی وغیرہم (رحمہم اللہ تعالیٰ)

۵۔ **اصحاب ترجیح** | یہ بعض روایتوں کو دوسری بعض روایتوں پر ترجیح دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ جیسے ابوالحسن قدوری، اور صاحب ہایہ (رحمہم اللہ تعالیٰ)

لے اصحاب ابی حنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) مراد امام ابویوسف، امام محمد اور امام زفر وغیرہ ہیں (رحمہم اللہ)



## ۶۔ متمیزین

یہ وہ لوگ ہیں جو روایات میں سے صحیح، صحیح  
قوی، ضعیف اور ظواہر و نوادر وغیرہ پر

گہری نظر رکھتے ہیں۔ اور ان میں روایات کو باہم متمیز کرنے کی  
صلاحیت ہوتی ہے۔ جیسے صاحب کنز اور صاحب وقایہ وغیرہما

۷۔ محض مقلدین | یعنی وہ لوگ جنہیں امور مذکورہ میں سے  
کسی پر قدرت نہیں ہوتی۔

(ماخوذ از عقد رسم الفتی لاشامی صفحہ ۵۵)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

## طبقات فقہاء کی روشنی میں اعلیٰ حضرت

میں پہلے چھ طبقوں میں سے ہر طبقہ کی بہت سی خصوصیات پائی جاتی ہیں  
بنظر غائر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اعلیٰ حضرت میں مجتہدین  
فی المسائل کی تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ آپ کے زمانہ میں جو  
ایسے نئے مسائل پیدا ہوئے۔ جن پر امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
سے کوئی روایت موجود نہ تھی۔ آپ نے اصول و فروع میں اتباع  
امام اعظم کے ساتھ ان تمام مسائل کا استخراج کیا، فتاویٰ رضویہ کی  
بارہ جلدوں میں اس کی بکثرت اثلہ موجود ہیں۔

## اعلیٰ حضرت کی فقہی تحقیقات

فقہ کی تعریف اور طبقات فقہاء

بیان کرنے کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اعلیٰ حضرت کی فقہی تحقیقات  
کی چند مثالیں پیش کی جائیں۔ جن سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے فقہی  
مقام کی ایک جھلک سامنے آ جائے۔ آپ کی فقہی تحقیقات مختلف  
انواع پر منقسم ہیں۔ بعض مسائل میں انہوں نے فقہاء متقدمین کی عبارتوں  
میں اضطراب کو رفع کر کے تطبیق بین الاقوال فرمائی ہے۔ بعض مواقع پر

جو گوشے متقدمین کی نظر سے مخفی رہ گئے ہیں۔ انہیں اجاگر کر کے حق کو آشکارا کیا ہے۔ معاصر فقہاء میں جن حضرات نے فقہی مسائل میں لغزشیں کھائیں ہیں ان پر ان گنت وجوہ سے متنبہ کیا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بیشتر (عنوان) کہیں۔ جن کی وقت اجازت نہیں دیتا۔ فی الحال ہم زیرِ نظر تین عنوانوں پر گفتگو کرتے ہیں۔

## تطبیق بین الاقوال

وضو میں بلا سبب پانی خرچ کرنے کے بارے میں فقہاء متقدمین کی عبارتوں میں

زبردست اختلاف اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ حلبی نے غنیہ میں اور علامہ طحاوی نے شرح درمختار میں بلا سبب پانی خرچ کرنے کو حرام قرار دیا۔ مدق علائی نے درمختار میں مکروہ تحریمی بتایا۔ بحر الرائق نے اس کو مکروہ تنزیہی قرار دیا۔ محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں خلافِ اولیٰ ہونے پر جزم کیا۔ غرنیکہ اسراف فی الوضوء کے بارے میں فقہاء کے چار قول ہیں۔ حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی اور خلافِ اولیٰ۔ اور بغاہرہ چاروں متضاد اقوال ہیں، اعلیٰ حضرت نے کمال تحقیق سے ان چاروں اقوال کے علیحدہ علیحدہ محل بیان کئے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ

— حرام۔ وضو میں سنت سمجھ کر بلا ضرورت پانی خرچ کیا جائے۔  
— مکروہ تحریمی۔ بلا اعتقادِ سنیت و بلا ضرورت وضو میں پانی اس طرح خرچ کرے کہ وہ پانی ضائع ہو۔

— مکروہ تنزیہی۔ نہ تو سنیت کا عقیدہ ہو نہ پانی ضائع کرنے کا ارادہ۔ لیکن عادتاً بلا ضرورت پانی خرچ کرتا ہو۔

— خلافِ اولیٰ۔ نہ اعتقادِ سنیت ہو نہ اصاعت ہو نہ بلا ضرورت خرچ کی عادت ہو بلکہ نادراً بلا ضرورت پانی خرچ کرے۔

اس تحقیق کے بعد مزید اضافہ کے طور پر فرمایا کہ اگر ان چاروں وجہ کے علاوہ کسی غرض صحیح سے وضوء میں تین تین دفعہ سے زیادہ پانی خرچ کیا، تو وہ بلاشبہ جائز اور صحیح ہے۔ اور اس کی چار صورتیں بیان فرمائیں۔  
۱۔ بدن سے گندگی اور میل کا ازالہ اور تنظیف کی خاطر تین مرتبہ سے زیادہ دھویا جائے۔

۲۔ شدت گرمی سے بچنے اور بدن کو ٹھنڈک پہنچانے کی غرض سے تین بار میں زیادتی کی جائے۔

۳۔ دو یا تین بار میں شک پڑ جائے تو ازالہ ریب کی خاطر مقدار اقل پر بناء کر کے ایک بار اور دھوئے۔

۴۔ وضوء نور علی نور کے قصد سے تین مرتبہ سے زیادہ دھوئے۔  
الغرض تطہیر کے قصد سے اگر تین مرتبہ دھونے پر زیادتی کرے تو اس کی چار صورتیں ہیں۔ اور وہ حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ کا حکم رکھتی ہیں۔ اور ان صورتوں کے بغیر اگر غرض صحیح سے بمطابق مؤخر الذکر چار صورتوں کے زیادتی کی جائے۔ تو بلا کراہت جائز اور بلا ریب صحیح ہے۔

(مصلہ فتاویٰ رضویہ ص ۱۳۹ ج ۱ اول تا ص ۲)

## سید طحاوی اور اعلیٰ حضرت

فقہاء کرام کا ضابطہ ہے کہ جو چیز بیماری کے سبب جسم سے خارج ہو۔ اس

سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ چنانچہ مؤخر میں ہے۔۔

و کذا کل ما ینخرج من نواقض وضوء من سے ہر وہ شئی

وجع و لو من اذن او ہے۔ کسی بیماری کے سبب

شدی او سؤۃ سے خارج ہو۔ اگرچہ کان

پستان یا ناف سے ہی خارج ہو۔



اس قاعدہ پر علامہ سید طحاوی نے یہ مسئلہ متفرع کیا۔ کہ زکام سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ زکام میں بیماری کے سبب پانی ناک سے خارج ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ درفخار کے حاشیہ میں فرماتے ہیں۔

ظاہرہ یعمدہ الالف اذا  
اس عبارت کا ظاہر ناک کو  
نہ کم بھی شامل ہے۔ جب کہ زکام

ہو جائے

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ زکام سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور سید احمد طحاوی پر یہ بات مخفی رہ گئی۔ کہ فقہاء کا مذکورہ قاعدہ مطلقاً نہیں ہے۔ بلکہ اس صورت میں ہے۔ کہ جب بیماری کے سبب سے جو چیز بدن سے خارج ہوئی اس میں خون یا پیپ کی آمیزش کا ثابہ ہو۔ چنانچہ منیہ، غنیہ، علیہ، تحفہ، کافی، بحر الرائق، تبیین الحقائق، خلاصہ وجیز، فتح القدیر، وغیرہ کتب فقہ میں اس تعقید پر تصریح موجود ہے۔ قاعدہ مذکورہ کی وضاحت کے علاوہ، اعلیٰ حضرت نے زکام سے وضو نہ ٹوٹنے پر دو مستقل دلیلیں ارقام فرمائیں۔ ہم ان کی تائیس ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

۱۔ فقہاء کرام نے تصریح فرمائی ہے۔ کہ بلغمی رطوبات خواہ دماغ سے نازل ہوں یا پیٹ سے صادر ہوں، ظاہر ہیں۔ ان کا خروج ناقض وضو نہیں ہے۔ اور زکام میں ناک کے راستے سے بلغمی رطوبات کا اخراج ہوتا ہے پس ان کا خروج نقض وضو کا سبب نہیں ہے۔

۲۔ فقہاء کرام کا قاعدہ ہے۔ کہ نجاست کا خروج موجب حدت ہے۔ اور جو نجس بالخروج نہ ہو۔ وہ حدت نہیں ہے۔ اور زکام کی رطوبات چونکہ نجس بالخروج نہیں ہیں۔ اس لئے وہ موجب حدت نہیں ہیں۔

(خلاصہ فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۳۴، ص ۴)

## علامہ شامی اور اعلیٰ حضرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارک میں اذان دی ہے یا کہ

نہیں، بعض علماء نے کہا کہ آپ نے ایک مرتبہ سفر میں اذان دی تھی۔ کیونکہ امام ترمذی کی روایت سے اسی طرح ثابت ہے اور بعض علماء نے اس استدلال کو رد کر دیا۔ کیونکہ طریق ترمذی سے امام احمد نے روایت کیا کہ حضور نے حضرت بلال کو اذان کا حکم دیا تھا۔ پس روایت ترمذی میں حضور کی طرف اذان کا اسناد الی السبب کے قبیل سے ہے۔ لہذا آپ کا اذان دینا ثابت نہ ہوا۔ چنانچہ علامہ شامی رد المختار ص ۳۶ پر فرماتے ہیں۔

وما یلکثر السؤال عنہ صل  
باشراً للنبی صلی اللہ علیہ وسلم  
الاذان بنفسه وقد اخرج  
الترمذی انه علیہ السلام  
اذن فی سفر و صلی باصحابہ  
وجزم بہ النووی ولكن وجد  
فی مسند احمد من هذا الوجه  
فامر بلالاً فاذن فعلم ان فی  
روایۃ الترمذی اختصاراً  
وان معنی قوله اذن امر  
بلالاً

عام طور پر لوگ پوچھتے ہیں کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
خود اذان دی ہے یا نہیں۔ اور امام  
ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سفر  
میں اذان دی تھی۔ اور اس پر امام  
نووی نے اعتماد کیا۔ لیکن امام احمد  
نے اسی طریق سے روایت کیا کہ  
حضور نے حضرت بلال کو اذان دینے  
کا امر فرمایا تھا۔ پس معلوم ہوا کہ روایت  
سابقہ کا بھی یہی عمل ہے۔

اس مقام پر علامہ شامی نے ملا علی قاری اور دوسرے علماء کی طرح

اس پر جزم کیا کہ حضور نے اذان نہیں دی۔ اور ترمذی کی روایت میں اسناد مجازی ہے۔ لیکن اعلیٰ حضرت کی تحقیق یہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں ایک مرتبہ اذان دی ہے۔ اور اس کو اسناد مجازی پر محمول نہیں کیا جاسکتا

..... کیونکہ تحفہ امام ابن حجر مکی میں ہے۔ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک مرتبہ سفر میں اذان دی ، اور اذان کے تشہد میں فرمایا کہ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ( میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں ) اور یہ نص مفسر ہے کہ جو کسی تاویل کی گنجائش نہیں رکھتی ۔ کیونکہ اگر آپ نے اذان خود نہ فرمائی ہوتی تو اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کے بجائے اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ کے الفاظ وارد ہوتے۔ اور علامہ شامی نے خود ص ۲۶۶ پر تحفہ کی اس روایت کو ذکر کر کے اسکی صحت کو بیان کیا ہے۔

فتاویٰ رضویہ ص ۳۳۳ مع توضیح

## ● مولوی عبدالحی لکھنوی اور اعلیٰ حضرت علماء احناف کے نزدیک

سود کے تحقق کے لئے اتحاد قدر و جنس شرط ہے۔ یعنی دو چیزیں جب پیمانہ یا وزن میں برابر ہوں ، اور ان کی جنس ایک ہو ، تو ان میں تفاضل حرام ہے اور جو چیزیں مکمل موزوں کے قبیل سے نہ ہوں بلکہ عددی ہوں مثلاً انڈے یا پیسے تو ان میں تفاضل جائز ہے۔ کیونکہ ان میں سود کی علت یعنی قدر مذکور متحقق نہیں ہے۔ بناء بریں نوٹ بھی چونکہ فلوس (پیسوں) کی طرح عددی ہے۔ لہذا اس میں بھی تفاضل جائز قرار پایا۔ مولانا عبدالحی لکھنوی اس اصول سے تو متفق ہیں۔ کہ عددی چیزوں میں سود نہیں ہوتا۔ چنانچہ فلوس (پیسوں) میں وہ بھی کہتے ہیں کہ تفاضل جائز ہے۔ لیکن نوٹ میں ان کا اختلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ نوٹ میں تفاضل حرام ہے۔ اور سود خالص ہے۔ چنانچہ انہوں نے نوٹ میں سود کے تحقق پر ایک فتویٰ تحریر کیا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب یہ فتوے آیا تو آپ نے اس فتوے کو ایک سو بیس وجوہ سے رد کر دیا۔ ہم آپ کے سامنے مولوی عبدالحی کا فتویٰ اور اس پر اعلیٰ حضرت کے ایک سو بیس وجوہ ابطال میں سے چند وجوہ پیش کرتے ہیں جس کے



مطالعہ سے اعلیٰ حضرت کا فقہی تدبر اور وسعت نظر قارئین کے سامنے آجائے گی

## فتویٰ

(ہو المصتب)

”نوٹ ہر چند کہ خلقۂ ثمن نہیں، مگر عرفاً حکم ثمن میں ہے بلکہ عین ثمن سمجھا جاتا ہے۔ اسوجہ سے کہ اگر نوٹ سو روپیہ کا کوئی ہلاک کر دے تو اصل مالک سو روپیہ تاوان لیتا ہے۔ اور سو روپے کا نوٹ جب بیچا جاتا ہے۔ تو مقصود اس سے قیمت ملنا اُس کا غذ کی نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے۔ کہ وہ کاغذ دو پیسے کا بھی نہیں ہے۔ بلکہ مقصود سو روپے کا بیچنا اور اس کی قیمت لینا ہوتا ہے۔ اور نوٹ سو روپیہ کا اگر کوئی شخص قرض لے۔ تو بوقت ادا خواہ نوٹ سو روپے کا دیوے، یا سو روپے دیوے۔ دونوں امر مساوی سمجھے جاتے ہیں۔ اور دائن کو کسی کے لینے میں مدیون سے عار نہیں ہوتا۔ حالانکہ اگر مدیون غیر جنس بوقت ادا دیوے تو دائن نہیں لیتا۔ بخلاف پیسوں کے کہ وہ بھی اگرچہ عرفاً ثمن ہیں مگر یہ کیفیت ان کی نہیں ہے۔ اگر ایک روپے کے عوض میں کوئی چیز خریدے۔ یا ایک روپیہ کسی سے قرض لے۔ اور وقت ادا پیسے ایک روپے کے دیوے۔ تو دائن اور فروخت کنندہ کو اختیار رہتا ہے کہ وہ لے یا نہ لے۔ اور حاکم کی طرف سے اس پر جبر نہیں ہو سکتا کہ خواہ مخواہ وہ پیسے لے لے۔ پس پیسے اگرچہ عرفاً ثمن خلقی نہیں سمجھے گئے ہیں۔ بخلاف نوٹ کے کہ یہ عین ثمن خلقی ہے۔ گو عینیتِ خلقیہ نہیں۔ بلکہ عینیتِ عرفیہ ہے۔ پس تفاضل بیع فلوکس میں جائز ہونے سے یہ نہیں لازم، کہ نوٹ میں بھی جائز ہو جائے کیونکہ پیسے غیر جنس ثمن ہیں۔ حقیقت بھی اور عرفاً بھی۔ گو بوجہ اصطلاح اور عرف کے اس میں صفت ثمنیت آگئی ہو۔ پس ہر گاہ نوٹ عرفاً جمیع احکام میں ثمن خلقی سمجھا گیا۔ باب تفاضل میں اسی بناء پر حکم دیا جائیگا اور تفاضل اس میں حرام ہوگا“

(فتاویٰ عبدالحی جلد دوم فتویٰ ۲۷)

علامہ عبداللہ الحی کی دلیل کا ماحصل یہ ہے۔ کہ ثمن خلقی یعنی سونا چاندی میں بوجہ موزون ہونے کے تفاضل حرام ہے۔ اور نوٹ بھی ثمن خلقی یا اس کے حکم میں ہیں۔ اسوجہ اس میں بھی تفاضل حرام ہے۔ نوٹ کے ثمن خلقی (سونا چاندی) ہونے پر انہوں نے یہ دلیل دی کہ سو کا نوٹ ہلاک کر دینے پر سو چاندی کے روپے دینے پڑتے ہیں۔ پس معلوم ہوا۔ کہ نوٹ ثمن خلقی یعنی عین چاندی ہے۔ نیز انہوں نے کہا۔ کہ پیسے ثمن عرفی ہیں۔ ان میں تفاضل جائز ہے۔ اور پیسوں کے ثمن عرفی ہونے پر یہ دلیل دی کہ کوئی شخص کسی کو ایک چاندی کا روپیہ ادھار دیتا ہے۔ تو ادائیگی کے وقت اگر اسے ایک روپیہ کے بجائے، ایک روپیہ کے پیسے دیئے جائیں تو وہ اس امر کا مجاز ہے کہ وہ اپنے روپوں کے بجائے ان پیسوں کو قبول نہ کرے۔

مولانا عبداللہ صاحب کی دلیل کا رکن اول یہ ہے کہ نوٹ ثمن خلقی (سونا، چاندی) یا اس کے حکم میں ہے۔ بہر حال نوٹ کا بعینہ سونا چاندی ہونا تو بڑا اہتہ باطل ہے۔ کیونکہ نوٹ اور سونا چاندی دونوں میں ذاتیات اور عوارض کے اعتبار سے تباہی ہے۔ رہا اس کے حکم میں ہونا تو اس پر اعلیٰ حضرت نے کثیر وجوہ سے کلام کیا۔ ازال جملہ یہ ہے۔ کہ نوٹ کے لئے سونے چاندی کے جمیع احکام ثابت ہیں۔ یا فی الجملہ مثلاً تمول وغیرہ اگر جمیع احکام مراد ہوں، تو قطعاً باطل ہے۔ کیونکہ سونے چاندی کے زیورات برتن اور لباس ہائے فائزہ وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ اور نوٹ کا نہ کوئی لباس ہوتا ہے، نہ زیور، نہ برتن اور اگر بعض احکام کے اعتبار سے یہ سونے چاندی کے حکم میں ہے، کہ جس طرح سونا چاندی مال دولت ہے۔ اسی طرح نوٹ بھی مال و دولت ہے۔ تو یہ حکم پیسوں میں بھی مشترک ہے۔ کیونکہ پیسے بھی مال و دولت ہیں۔ پھر نوٹ میں تفاضل کا حرام ہونا۔ اور پیسوں میں جائز ہونا یہ ترجیح بلا مرجح ہے۔ دلیل کا رکن ثانی یہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص کسی کا سو روپیہ کا نوٹ پھاڑ دے تو اسے

سوروپے (چاندی کے) دینے پڑیں گے، معلوم ہوا کہ نوٹ بعینہ ثمن خلقی یعنی چاندی ہے (یہ اس وقت کی بات ہے جب چاندی کا روپیہ ڈھلتا تھا، اب تو اس دلیل کا بطلان اور واضح ہو گیا ہے "مذہبی")

پس معلوم ہوا کہ نوٹ چاندی کا عین ہے۔ کیونکہ وہ تادان میں نوٹ کے عوض چاندی کے روپیے رہا ہے۔ الجواب اس طرح تو کوئی شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ نوٹ گھوڑے کا بھی عین ہے۔ کیونکہ اگر کوئی کسی کا سوروپہ کا گھوڑا ہلاک کر دے، تو مالک تادان میں اس سے سوکا نوٹ لے گا۔ معلوم ہوا کہ نوٹ گھوڑے کا عین ہے کیونکہ وہ تادان میں گھوڑے کے عوض نوٹ لے رہا ہے۔، ثانیاً یہ اصول ہی غلط ہے۔ کہ سوکا نوٹ ضائع کر دینے پر سو (چاندی کے روپے) دینے واجب ہوں گے۔ کیونکہ جائز ہے کہ وہ اسے تادان کی صورت میں سوکا دوسرا نوٹ ہی دے دے۔ یا ایک ایک کے سو نوٹ دے یا اٹھنی، چونی اور پسیوں کی شکل میں اسے سوروپہ پورے کر دے۔

دلیل کا رکن ثالث یہ ہے کہ پیسے ثمن عرفی ہیں۔ کیونکہ اگر کوئی شخص کسی کو ایک روپیہ ادھار دے تو اسے حق ہے کہ وہ اس کے بدلے میں ایک روپے کے پیسے قبول نہ کرے۔

الجواب، مولوی عبدالحی صاحب کی خیالی دنیا میں ممکن ہے یہ رواج ہو۔ ورنہ واقع اور نفس الامر میں ایسا کوئی قانون رائج نہیں ہے۔ ایک روپیہ اور سوئے پیسے کی مالیت میں فرق کرنا نہ صرف یہ کہ بدابتنہ باطل ہے بلکہ انتہائی فتاویٰ مذکور میں مولانا عبدالحی صاحب کو ایک اور شبہ لاحق ہوا ہے۔ کہ اگر نوٹ میں تفاضل جائز رکھا جائے۔ تو لوگ سود کے کاروبار کے لئے نوٹ میں تفاضل کے جواز کو حیلہ بنالیں گے۔ اور نوٹ کے حیلہ سے سود کھانا، شروع کر دیں گے۔



الجواب - یہ شبہ مشترک ہے۔ کیونکہ پیسوں میں تفاضل کے جواز کو آپ بھی ملتے ہیں۔ پس جنہیں سود کھانا ہوگا۔ وہ پیسوں کے حیلہ سے سود کھانا شروع کر دیں گے۔ (ماخوذ از کفای الفقہ ۱۳۲ تا ص ۱۶۵)

جناب مولوی عبدالحی لکھنوی کے زیرِ نظر فتویٰ پیرا علیحضرت نے ایک سو بیس وجوہ سے گرفت کی ہے۔ ہم نے ان میں سے کل پانچ وجوہ پیش کی ہیں۔ تفصیل کے لئے اصل کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔ ہم نے یہاں پر اس کی ایک جھلک دکھائی ہے۔ جس سے آپ کی فقہی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمام معاصرین پر آپ کی زبردست ہیبت طاری تھی۔ کیونکہ اس رسالہ کی اسی وقت طباعت ہو گئی تھی۔ اور آج تک کوئی اس کا جواب نہ دے سکا۔

مولوی رشید احمد گنگوہی اور علیحضرت  
تحقیق یہ ہے۔ کہ نوٹ اس

سونے چاندی کی رسید ہے۔ جو حکومت کے پاس محفوظ ہے اور یہ نوٹ سونا چاندی بھی ہے۔ نیز نوٹ پر زکوٰۃ واجب ہے۔ کیونکہ یہ بیع نہیں ہے۔ اپنی اس تحقیق کو گنگوہی صاحب نے ایک فتویٰ میں بیان کیا ہے۔ علیحضرت نے ان کی اصل تحقیق کا بیس وجوہ سے رد کیا ہے۔ ہم قارئین کی ضیافتِ طبع کے لئے مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ اور اس پر علیحضرت کے کلام کا کچھ حصہ پیش کرتے ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں۔

نوٹ وثیقہ اس روپے کا ہے۔ جو خزانہ حاکم میں داخل کیا گیا ہے۔ مثل تمسک کے۔ اس واسطے نوٹ میں نقصان آجاوے۔ تو سرکار سے بدلہ لے سکتے ہیں۔ اور اگر گم ہو جاوے بشرطِ ثبوت اس کا بدلہ لے سکتے ہیں۔ اگر نوٹ بیع ہوتا۔ تو ہرگز مبادلہ نہیں ہو سکتا تھا۔ دنیا میں کوئی بیع بھی ایسا ہے کہ بعد قبض مشتری کے نقصان یا فنا ہو جاوے تو بائع سے بدلہ لے سکیں

پس اس تقریر سے آپکو واضح ہو جائے گا۔ کہ نوٹ مثل فلوس کے نہیں ہے۔ فلوس مبیع ہے۔ اور نوٹ نقدین۔ ان میں زکوٰۃ نہیں، اگر بہ نیت تجارت نہ ہوں اور نوٹ تمسک ہے۔ اس پر زکوٰۃ ہوگی، اکثر لوگوں کو شبہ ہو رہا ہے۔ کہ نوٹ کو مبیع سمجھ کر زکوٰۃ نہیں دیتے، کاغذ کو مبیع سمجھ رہے ہیں۔ یہ غلطی ہے۔ فقط

بندہ رشید احمد گنگوہی (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۹)

اعلیٰ حضرت نے جو اس فتوے پر کلام کیا ہے۔ اسکا ملخص یہ ہے۔ اولاً نوٹ کو رسید قرار دینا بجا ہے باطل ہے۔ کیونکہ رسید کسی معین، شخص یا ادارہ کی طرف سے کسی معین شخص یا ادارے کیلئے ہوتی ہے مثلاً زید نے مال کی رسید دی ہے۔ تو اب اس رسید کی رو سے صرف زید مال دینے کا ذمہ دار ہے، ناکہ ہر کس و ناکس جس کو بھی رسید دی جائے وہ اس رسید پر مال ادا کر دے۔ بخلاف نوٹ کے۔ کہ ہر ملک، ہر شہر، ہر قصبہ و دیہات میں اس کے عوض اسکی مالیت کے مطابق رائج سکہ مل جائے گا۔ جس طرح مال کی ہر جگہ قیمت لگتی ہے۔ اسی طرح نوٹ کی ہر جگہ قیمت لگتی ہے۔ معلوم ہوا کہ نوٹ مال کی رسید نہیں۔ بلکہ خود مال متقوم ہے۔ بیچا اور خریدا جاتا ہے۔

ثانیاً۔ یہ فتوے خود مناقض لفظ ہے۔ کیونکہ پہلے کہا۔ کہ یہ نقدین (سونا چاندی) کی رسید ہے۔ چند سطر بعد کہا۔ کہ یہ خود نقدین ہے (ہم نے ان متضاد عبارتوں پر خط کھینچ دیا ہے۔ سعیدی)

ثالثاً۔ نوٹ کو تمسک قرار دیا اور اس پر زکوٰۃ بھی لازم کر دی۔ حالانکہ زکوٰۃ مال پر ہوتی ہے۔ اور تمسک مال نہیں ہے۔

رابعاً۔ نوٹ کے مبیع نہ ہونے پر زکوٰۃ کی بناء کی ہے۔ گویا مبیع پر زکوٰۃ نہیں ہوتی؟ فلہذا وہ تمام تجار جن کے پاس لاکھوں روپے کا بکاؤ

مال ہوتا ہے۔ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہو گئے۔  
 ناماً۔ کاغذ کو بیع ہونے کے منافی قرار دیا۔ کیا کاغذ کا دنیا میں خرید و فروخت  
 نہیں ہوتی۔ یا مولوی صاحب کے گاؤں میں ابھی تک یہ خبر نہیں پہنچی  
 کہ کاغذ بھی بکتا ہے۔ (ماخوذ از کفل الفقیہ ص ۲۳ تا ص ۱۳۳)

اشرف علی تھانوی صاحب  
 مولوی اشرف علی تھانوی اور اعلیٰ حضرت

جس طرح اذان میں نام مقدس پر انگوٹھے چومے جاتے ہیں۔ کیا اس طرح اقامت  
 میں بھی نام اقدس پر انگوٹھے چومنا جائز ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اقامت  
 تو بجائے خود اذان میں بھی انگوٹھے چومنا جائز نہیں۔ اعلیٰ حضرت نے اس  
 جواب کو تیس سے زائد وجوہ سے رد کیا۔ ہم ذیل میں تھانوی صاحب کا فتویٰ  
 اور اس پر اعلیٰ حضرت کے تعاقب کی ایک جھلکی پیش کرتے ہیں۔

فتویٰ  
 اول تو اذان ہی میں انگوٹھے چومنا کسی معتبر روایت سے ثابت  
 نہیں۔ اور جو کچھ بعض لوگوں نے اس بارے میں روایت کیا

ہے۔ وہ محققین کے نزدیک ثابت نہیں۔ چنانچہ شامی بعد نقل اس عبارت کے  
 لکھتے ہیں۔ و ذکر ذلک الجراحى و اطال ثم قال و لم یصح فی

المرفوع من کل هذا شئ انتہی (شامی ج ۱ ص ۲۶۶) مگر اقامت میں تو کوئی ٹوٹی پھوٹی  
 روایت بھی موجود نہیں۔ پس اقامت میں انگوٹھے چومنا اذان کے وقت سے بھی

زیادہ بدعت و بے اصل ہے۔ اسی واسطے فقہاء نے اس کا بالکل انکار کیا  
 ہے۔ یہ عبارت شامی کی ہے۔ و نقل بعضہم ان القہستانی حاشی

نسخۃ ۲۱ هذا مختص بالاذان و اما فی الاقامة فلم یوجد بعد الاستقصاء  
 التام ص ۲۶۶ ج ۱ (فتاویٰ املائیہ ص ۵۴)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا تعاقب ملاحظہ فرمائیے۔

تقبیل ابہا میں حدیث موقوف سے ثابت ہے۔ اور اس باب میں



کوئی صحیح مرفوع حدیث وارد نہیں - اور جب تقبیل ابہامین رسید ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے - تو یہ عمل کے لئے کافی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خلفاء راشدین کی اطاعت کو لازم قرار دیا ہے -

۲ - صحیح حدیث کی نفی سے معتبر حدیث کی نفی سمجھ لینا ، جیسا کہ تھانوی صاحب نے اس فتویٰ میں کہا کہ تقبیل فی الاذان کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں ہے - فن حدیث سے جہالت پر مبنی ہے - کتب رجال میں جا بجا مذکور ہے - یعتبر بہ ولا یجتہد بہ اور فضائل اعمال میں احادیث معتبرہ بالاجماع کافی ہیں - اگرچہ صحیح بلکہ حسن بھی نہ ہوں - ۳ - تھانوی صاحب نے اذان میں انگوٹھے چومنے کو بدعت قرار دیا - حالانکہ جس جگہ کی عبارت نقل کی ہے - اس سے متصل شامی نے بیان کیا - کہ اذان میں انگوٹھے چومنا مستحب ہے - اور استحباب کو قہستانی نے فتاویٰ صوفیہ اور کثر العباد سے بھی نقل کیا - ملاحظہ ہو -

یستحب ان یتال عند سماع	جب اذان میں پہلی بار اشدان
الاولیٰ من الشہادة صلی اللہ	محمد رسول اللہ سنے تو کہے صلی اللہ
علیک یا رسول اللہ وعند الثانیة	علیک یا رسول اللہ اور جب دوسری
فیہا قرۃ عینی بک یا رسول اللہ	بار سنے تو کہے قرۃ عینی بک یا رسول
ثم یقول اللہم متعنی بالسم	اللہ - پھر دونوں انگوٹھے آنکھوں
والبصر بعد وضع ظفر الابہامین	پر رکھنے کے بعد کہے اللہم متعنی
علی العینین فانہ علیہ السلام	بالسمع والبصر - پس اس شخص
قامد آله الی الجنة - کذا فی کثر	کی نبی علیہ السلام جنت میں قیادت
العباد اھ قہستانی ونحوہ فی	فرمائیں گے - اسی طرح کثر العباد
الفتاویٰ الصوفیہ	قہستانی اور فتاویٰ صوفیہ میں ہے

اس عبارت کو تھانوی صاحب صاف گول کر گئے۔ تاکہ اذان میں انگوٹھے چومنے کو بدعت قرار دینے کا جواز پیدا ہو سکے۔ اور قہستانی کی وہ مجہول نقل ذکر کر دی۔ جس میں انہوں نے یہ ذکر کیا۔ کہ مجھے امامت میں انگوٹھے چومنے کی روایت نہیں ملی۔

۳۔ تھانوی صاحب نے سلب کلی کر دیا۔ کہ اذان میں تقبیل کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں۔ حالانکہ ایک ہزار سے زیادہ کتب فقہ میں یہ روایت موجود ہے۔

۵۔ قہستانی کی نقل مجہول ہے۔ اور خود شامی نے ص ۵۱۲ پر تصریح کی ہے۔  
نقل مجہول مقبول نہیں ہوتی لایکنی فی النقل لجمہالۃ

۶۔ علی التanzیل اگر اس نقل کو قبول کر بھی لیا جائے۔ تو یہ نفی روایت ہے روایت نفی تو نہیں ہے۔ اور تھانوی صاحب کو غالباً یہ معلوم نہیں کہ نفی ثابت کرنے کے لئے روایت نفی کی ضرورت ہے، نفی روایت کی نہیں۔  
۷۔ کسی فعل کو مکروہ ثابت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس فعل پر نہی خاص موجود ہو۔ علامہ شامی فرماتے ہیں۔

لا یلزم منہ ان یکون مکروہاً	بغیر نہی خاص کے کوئی فعل مکروہ
الا بنہی خاص لان الکراہۃ	نہیں ہوتا۔ کیونکہ کراہت مکرم
حکم شرعی فلا بد لہ من دلیل	شرعی ہے۔ اس کیلئے دلیل
	خاص ضروری ہے۔

رد المحتار ج ۱ ص ۶۸۴

پس امامت میں تقبیل سے روکنے کے لئے نہی بالخصوص ضروری ہے۔ و بدو نہ شرط اقتداء محض ثبوت کی روایت کا نہ ملنا۔ اسکی کراہت کیلئے کافی نہیں۔ صاحب بحر الرائق فرماتے ہیں۔ لایلزم من ترک المستحب ثبوت الکراہۃ اذ لا بد لہا من دلیل خاص۔ ترک مستحب سے کراہت

لازم نہیں آتی کیونکہ اس کے لئے دلیل خاص کی ضرورت ہوتی ہے پس  
نفی روایت سے کچھ نہیں بنتا - جب تک کہ روایت نفی نہ ہو -

(بحر الرائق ج ۲ ص ۱۷۶)

۸ - اقامت میں نام اقدس سکر انگوٹھے چومنا نام اقدس کی تعظیم ہے - اور  
اسکا منشاء بھی موجود ہے - پس اقامت میں نام اقدس سکر انگوٹھے چومنا  
ادب و تعظیم کے قبیل سے ہے -  
محقق علی الاطلاق ابن ہمام فرماتے ہیں -

کل ما کان ادخل من الادب      ہر وہ کام جو ادب اور تعظیم میں  
والاجلال کان محسناً      داخل ہو - حسن ہے -

امام ابن حجر مکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں -

تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم	تمام انواع تعظیم سے نبی علیہ السلام
بجیمہ انواع التعظیم التي ليس فيها	کی تعظیم کرنا - جن میں اللہ تعالیٰ کی
مشاركة الله تعالى في الالهوية	الوہیت میں مشارکت نہ ہو - اہل
امر مستحسن عند من نور الله	بصیرت کے نزدیک امر مستحسن
البحار مرقم ط	ہے -

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آذان میں تقییل مذکور ثابت ہے - اور اقامت میں جائز  
اور مستحسن ہے - جائز اس لئے ہے - کہ اسکی نفی ثابت نہیں ہے - اور  
مستحسن اسوجہ سے ہے کہ یہ تعظیم رسول کا ایک فرد ہے اور تعظیم رسول کم از کم  
مستحسن ہے - (مصدق قادی رضویہ ص ۸۳ تا ص ۸۶)

خلیل احمد انبیٹھوی اور علی حضرت | مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے

برائین قاطعہ مصدقہ گنگوہی میں سنّت اور بدعت کا ایک فقہی ضابطہ بڑے  
فخر کے ساتھ اپنی کتاب میں درج کیا ہے - علی حضرت نے اسی ضابطہ کا



کا کئی وجہ سے احتساب کیا ہے۔ ہم انبیٹوی صاحب کا ضابطہ بیان کر چکے  
بعد اعلیٰ حضرت کے احتساب کا کچھ ملخص پیش کریں گے۔  
مولوی انبیٹوی صاحب لکھتے ہیں۔

حاصل یہ ہوا کہ جس کے جواز کی دلیل قرونِ ثلاثہ میں ہو۔ خواہ وہ جزئیہ ہو جوہ  
خارجی ان قرون میں ہو یا نہ ہو اور خواہ اسکی جنس کا وجود خارج میں ہو یا نہ  
ہو وہ سب سنت ہے۔ اور وہ بوجہ شرعی ان قرون میں موجود ہے۔ اور  
جس کے جواز کی دلیل نہیں، تو خواہ ان قرون میں بوجہ خارجی ہو یا نہ ہو وہ سب  
بدعتِ ضلالت ہے۔ اس قاعدہ کو خوب سمجھ لینا ضروری ہے۔ مؤلف اور  
اسکے اشیا نے اس کی ہوا بھی نہ سونگھی۔ اس عاجز کو اپنے استاد جہاںزادہ  
کی توجہ سے حاصل ہوا ہے۔ اس جوہر کو اس کتاب میں ضرور رکھنا ہوں۔  
کہ موافقین کو نفع اور مخالفین کو شاہد ہدایت حاصل ہو انہ  
ملخصاً (برائین قاطعہ ص ۲۸ تا ص ۲۹)

### اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا تعاقب

مولوی انبیٹوی صاحب نے اپنے اس کلام میں جوازِ شرعی کی دلیل کے ،  
وجود و عدم کا سنت و بدعت میں حصر عقلی کر دیا۔ پس استنبابِ اباحت اور  
کراہت تنزیہی ان تمام احکام کی نفی ہو گئی۔ کیونکہ جس امر کے وجود کی دلیل  
شرعی پائی گئی وہ سنت ہے۔ استنباب اور اباحت کے ثبوت کی کوئی گنجائش نہ  
نہ رہی۔ اور جس امر کے جواز کی دلیل شرعی نہ پائی گئی وہ بدعت و ضلالت ہوگا۔ پس  
کراہت تنزیہی کا رفع ہو گیا (محصلاً فتاویٰ رضویہ ص ۲۵۹ تا ص ۲۶۰)

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فقہ کی جس قدر انواع پر کام کیا ہے۔ اگر  
ان تمام کا احصار کیا جائے۔ تو اس کے لئے بھی ایک عظیم دفتر کی ضرورت ہے  
یہ مختصر مقالہ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت الشاہ مولانا احمد رضا خاں کی تمام فقہی خصوصیات  
کو پیش کرنے سے یقیناً قاصر ہے۔ تاہم اعلیٰ حضرت کی فقہی تحقیقات میں سے چند

انواع کی ایک جھلک پیش کی گئی ہے۔ تاکہ اس کا مطالعہ قارئین کو اعلیٰ حضرت کے فقہی تجربے ایک حد تک روشناس کر سکے۔

جن امور کو اس مقالہ میں پیش کیا گیا ہے۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت

## اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام

میں اصولیین فقہاء اور متصوفین تینوں کی تعریفیات کے اعتبار سے فقہ کی معنویت پائی جاتی ہے۔ طبقات فقہاء کے اعتبار سے اعلیٰ حضرت کا موازنہ کریں، تو پتہ چلتا ہے۔ کہ قواعد شرعیہ وضع کرنے کی وجہ سے آپ میں طبقہ اولیٰ یعنی ائمہ اربعہ کی جھلک بھی پائی جاتی ہے۔ غیر منصوص مسائل کو قواعد امام سے استخراج کرنے کی وجہ سے خصائص اور طحاوی کی طرح طبقہ ثالثہ میں قدم راسخ رکھتے ہیں۔ روایات میں ترجیح اور تفصیل کے سبب سے طبقہ رابعہ اور خامسہ کے فقہاء سے کسی طرح کم نہیں۔ فقہ کا کوئی باب ایسا نہیں۔ جس میں فقہاء سابقین کی تصریحات سے زیادہ مسائل نہ متفرع کئے ہوں جو امور متقدمین کی نظر سے مخفی رہ گئے۔ انہیں انتہائی لطافت کے ساتھ واضح کر کے دلائل پر ایمین سے مزین کیا۔ معاصرین فقہاء کی غلطیوں پر انہیں ان گنت وجوہ سے متنبہ فرمایا۔ فقہی مباحثہ میں جو طبعی و ریاضی کے مسائل آ گئے۔ تو ان پر ایسے اچھوتے انداز میں بحث کی کہ فارابی اور شیخ بھی دبے ہوئے نظر آتے ہیں۔ انصاف اور دیانت کی نظر سے دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے فقہ میں وہ مقام حاصل کیا۔ جس کی نظیر صدیوں پہلے نہیں ملتی۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ط

## مرکزی مجلس رضا لاہور

جناب پرفیسر محمد قیاض کاوش صاحب استاد شاہ عبداللطیف گورنمنٹ کالج میرپور خاص سندھ نے  
مرکزی مجلس رضا لاہور کی خدمت سے متاثر ہو کر اپنے جذبات کا اظہار درج ذیل نظم میں فرمایا ہے

مرکزی مجلس رضا لاہور  
مرکزی مجلس رضا لاہور  
مرکزی مجلس رضا لاہور  
مرکزی مجلس رضا لاہور  
مرکزی مجلس رضا لاہور  
مرکزی مجلس رضا لاہور  
مرکزی مجلس رضا لاہور  
مرکزی مجلس رضا لاہور  
مرکزی مجلس رضا لاہور  
مرکزی مجلس رضا لاہور  
مرکزی مجلس رضا لاہور  
مرکزی مجلس رضا لاہور  
مرکزی مجلس رضا لاہور  
مرکزی مجلس رضا لاہور  
مرکزی مجلس رضا لاہور

اعلیٰ حضرت کی یادگار ہے یہ  
عاشقانِ رسول کا مرکز  
مصدرِ عشق، منبعِ الفت  
زمزمہ نوالِ حدیثِ احمد کی  
ہے منور یہ نورِ احمد سے  
رہبرِ منترِ حقیقت ہے  
راہِ عرفان بتائے گی تم کو  
ترجماں ہے نکاتِ پنہاں کی  
محرمِ رازِ معرفت ہے یہ  
ہے مبلغِ یہ دینِ فطرت کی  
نورِ پھیلائیگی یہ شریعت کا  
عشقِ محبوبِ رب سکھائیگی  
اور آدابِ دین بتائیگی  
مصطفیٰ کی رضا میں راضی ہے  
معرفت کی تری شعاں میں

میں نے دل میں بسائی ہے کاوش  
مرکزی مجلس رضا لاہور



## قطعات تاریخ وصال

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ

نتیجہ فکر

حضرت میر نذر علی درو کا کوروی (مہوم)

ماویٰ، محدث، منطقی، حاجی، فقیہ، متقی ، احمد رضا خاں قادری کو آگیا حکم قفس  
ہر سمت ہے شور و فغاں ہر دل میں ہے دردِ ایں شامِ غم آگین عیاں ہر لب پہ ہے احترا  
تیغِ اہل کا، کاٹ بھی آکر دے ڈھب کاٹ ہے، میں بھر واپا ”شرع دین، علم و کرم فضل و تقا“

۱۳ ص ۴۰

### دیگر

درو پئے رحلت احمد رضا  
گفت کہ ”الحق رضی اللہ عنہ“  
۱۳ ص ۴۰



### دیگر

جمعہ کا دن ملا اور ماوصف  
رنگ لالی ہے یہ نسبت قادری  
ہاتھ غیب نے درویدی صدا  
”مصلح احمد رضا داد غلی جنتی“  
۱۳ ص ۴۰

### دیگر

افسوس ہے، افسوس ہے  
بے مش عالم اٹھ گیا  
اے درو سال وصال ہے  
”مقبول حق احمد رضا“  
۱۳ ص ۴۰

## مرکزی مجلس رضا ، لاہور کی خدمات کا اعتراف

مولانا محمد افضل کوٹلوی ، ایم ۔ اے مدیر ماہنامہ فیض رضا ، لائل پور نے  
اداریہ میں تحریر فرمایا :—

(۱) ”مرکزی مجلس رضا، لاہور ۱۹۶۸ء سے جو تبلیغی خدمات سرانجام دے رہی ہے، وہ محتاج بیان نہیں، اس کی طرف سے ہر سال یوم رضا کے نام سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی یاد وسیع پیمانے پر منانے کا پروگرام بنایا جاتا ہے۔ مجالس مذاکرات منعقد کی جاتی ہیں، جن میں علماء کرام اور زعمیان ملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی حیات مبارکہ اور آپ کے علمی، دینی اور ملکی و ملی خدمات کے سلسلہ میں تحقیقی مقالات پڑھتے اور تقاریر کرتے ہیں۔ پھر ان مقالات کی اشاعت کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔ اس طرح مجلس رضا نے اعلیٰ حضرت کے بارے میں تحقیقی کام کرنے کے مواقع مہیا کیے ہیں۔ مرکزی مجلس رضا کا پروگرام یقیناً وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کرتا ہے۔

اس وقت تک مرکزی مجلس رضا تحلی المشکوٰۃ، فاضل بریلوی اور ترک موالات، اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام اور سوانح سراج الفقہاء (وغیرہ) جیسی گراں قدر کتابیں شائع کرا چکی ہے۔ یہ تمام کتابیں بڑے اہتمام سے شائع کی گئی ہیں، لیکن ان کی قیمت نہیں رکھی گئی۔ . . . ہم مجلس رضا کے بانی حضرات اور محاصر کارکنوں کی کارگزاریوں پہ ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔“ — (ماہنامہ فیض رضا، لائل پور۔ مئی ۱۹۷۲ء)

(۲) ”مرکزی مجلس رضا، لاہور نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں سے عامۃ الناس کو روشناس کرانے کے لیے جو تحریک شروع کی تھی، اس کے اثرات اب عام ہوتے جا رہے ہیں اور اب جگہ جگہ یوم رضا کے نام سے مجالس مذاکرات اور جلسوں کا اہتمام ہونے لگا ہے۔ مجلس رضا نے فاضل بریلوی سے متعلق جو تحقیقی کتابیں شائع کرائی ہیں اس کا بھی خاطر خواہ نتیجہ نکلا ہے۔“ —

— (ماہنامہ فیض رضا، لائل پور۔ اپریل ۱۹۷۳ء)

یوم رضا ہر سال نوری مسجد بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور  
منایا جاتا ہے